نیکی میں مسابقت

الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! مال دار لوگ سارا اجر وثواب لے گئے، وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں جیسے ہم روزے رکھتے ہیں اور وہ اپنے اضافی مال سے صدقہ بھی کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (أَوَ لَيسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُوْنَ؟ اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةً وَ كُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةً وَ كُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةً وَ كُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةً وَ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَ نَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَ فِيْ بُضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ) ''کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے بعض اعمال ایسے نہیں بنائے کہ جن کے ذریعے تم صدقہ کرو؟ یقیناً ہر ''سبحان اللہ'' کہنا صدقہ ہے، ہر ''اللہ اکبر'' کہنا صدقہ ہے، ہر ''الحمدللہ'' کہنا صدقہ ہے، ہر ''لا الٰہ الا اللہ'' کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے اور تمہاری شرم گاہ صدقہ ہے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اجروثواب ملتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ اسے حرام میں استعمال کرتا، کیا اس پر گناہ ہوتا؟ لہٰذا اسی طرح جب اس نے حلال مقام پر اسے استعمال کیا تو اس کیلئے اجروثواب ہوگا۔'' [صحیح مسلم:۱۰۰۶]

مفردات حدیث

(أَنَّ أُنَاسًا) کچھ لوگ یعنی فقراء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ) یعنی بہت مال کے ذریعے۔ (بِالْأُجُوْرِ) اجروثواب میں۔ اس سے ان کا مقصود حسد کرنا نہ تھا اور نہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر کوئی اعتراض تھا، بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ ایسے اعمال کرلیں جو مال دار لوگوں کے اعمال کے برابر ہوں۔ (وَ يَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ) ہم صدقہ نہیں کرسکتے، کیونکہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے صدقہ کرنے کیلئے۔ تو ہمارے لیے کیسے ممکن ہے ان سے آگے بڑھنا، یا پھر ہم (اجروثواب میں) ان کے برابر ہی ہو جائیں۔

(وَ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ) جب آپ کسی کو اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول کی اطاعت میں کمی کرتے دیکھو تو آپ کا اسے اطاعت کا حکم دینا یہ صدقہ ہے۔ (وَ نَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ) جب آپ کسی شخص کو کوئی

گناہ کرتے دیکھو تو اسے گناہ سے روکنا ایک صدقہ ہے۔ چنانچہ یہ تمام افعال جنہیں نبی کریم ﷺ نے ذکر فرمایا ہے۔ کہ یہ صدقہ ہیں، ان کی طاقت فقراء بھی رکھتے ہیں، لہٰذا تم اپنے اوقات کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تکبیر، تہلیل، تحمید اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے بھرلو۔ اور یہ سب کام صدقہ کرنے کے مترادف ہیں۔ ممکن ہے کہ مال دار لوگ ہر روز صدقہ نہ کرسکیں اور جب تم صدقہ کرو گے تو وہ آج کے دن صدقہ کے ذریعے پورا پورا اجر و ثواب حاصل نہ کرسکیں گے، حالانکہ تم اس کی طاقت رکھتے ہو۔

فوائد الحدیث

۱۔ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر نیک اعمال میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے اور آگے بڑھنے کا جذبہ موجود تھا، اسی لیے غریب صحابہ رسول اللہ ﷺ سے آکر کہنے لگے کہ مال دار لوگ اجر و ثواب میں آگے بڑھ گئے ہیں، وہ حسد کرنے کا ارادہ نہ رکھتے تھے، لیکن وہ یہ چاہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ ان کیلئے کوئی ایسا دروازہ کھول دیں جس کے ذریعے وہ سبقت لے جاسکیں۔

۲۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے مالوں کو اس (خیر کے) کام میں استعمال کرتے تھے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے اور وہ صدقہ کرنا ہے۔

۳۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بدنی اعمال میں ہر مال دار اور فقیر مشترک ہے، کیونکہ ان غریب صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: ''یہ (مال دار صحابہ) نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں اور وہ روزے رکھتے ہیں جیسے ہم روزے رکھتے ہیں۔'' چنانچہ کبھی فقیر کی ادائیگی افضل اور زیادہ کامل ہوتی ہے مال دار کی ادائیگی سے۔

۴۔ نبی کریم ﷺ نے فقراء کیلئے کئی خیر و بھلائی کے دروازے کھول دیے ہیں اور آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایسے اعمال نہیں بتادیے کہ تم ان کے ذریعے صدقہ کرسکتے ہو اور پھر وہ اعمال بتادیئے۔

۵۔ مخاطب کو اس چیز کے ساتھ ثابت کرنا کہ جس کا انکار کرنا ممکن نہ ہو جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایسے اعمال مقرر نہیں کیے کہ جن کے ذریعے تم صدقہ کرسکتے ہو۔'' کیونکہ مخاطب پر حجت قائم کرنے میں یہ زیادہ بلیغ کام ہے۔

۶۔ جن اعمال کو نبی کائنات ﷺ نے ذکر کیا ہے وہ سب صدقہ ہیں لیکن ان میں کچھ واجب اور کچھ غیر واجب۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے اور ہر تہلیل صدقہ

ہے۔'' یہ سب قاصر ہیں، ان میں کچھ واجب اور کچھ غیر واجب ہیں۔ نمازوں کی تکبیر ''اللہ اکبر کہنا۔'' واجب ہے۔ نماز کے بعد کے اذکار میں اللہ اکبر کہنا مستحب ہے ایسے ہی تسبیح اور تہلیل کا معاملہ ہے اور کبھی یہ فرض کفایہ ہوتا ہے جب اس کے قائم مقام کوئی اور اس کو سرانجام دے رہا ہو اور کبھی یہ مستحب ہوتا ہے۔

نیکی کا حکم دینے میں دو شرطوں کا ہونا ضروری ہے:

۱۔ نیکی کا حکم دینے والا اس بات کا بخوبی علم رکھتا ہو کہ یہ نیکی ہے لیکن اگر وہ جاہل ہے تو اس کو بات کرنے کا جواز حاصل نہیں ہے۔

۲۔ اس بات کو بھی جانتا ہو کہ جس نیکی کو اس نے ترک کیا ہے، اس کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے کہ ایک آدمی جمعے کے دن مسجد میں داخل ہوا۔ نبی کریم ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اسے کہا: کیا تم نے نماز پڑھی ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھڑے ہو جایئے اور مختصر دو رکعات پڑھیں۔'' [صحیح بخاری] آپ ﷺ نے اس وقت تک دو رکعات پڑھنے کا حکم نہ دیا جب تک اس سے پوچھ نہ لیا کہ پڑھی ہیں یا نہیں۔ برائی سے منع کرنے میں بھی کئی شرطیں ہیں:

۱۔ اس بات کا علم ہو کہ یہ دلیل شرعی سے بُرا کام ہے۔

۲۔ اس کو بھی جانتا ہو کہ یہ مخاطب اس برائی میں واقع ہوا ہے۔ اگر وہ (برائی سے روکنے) نہ جانتا ہو تو برائی سے منع کرنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً: آپ مسجد حرام میں کسی شخص کو رمضان کے مہینے میں کھاتا پیتا دیکھتے ہو تو آپ کیلئے اس پر انکار کرنا مناسب نہیں ہے جب تک آپ پوچھ نہ لیں کہ آپ مسافر ہو یا نہیں؟ کیونکہ اگر وہ مسافر ہے تو اس کیلئے رمضان میں کھانا پینا درست ہے۔

۳۔ اس بات کا بھی خیال ہو کہ اس برائی سے روکنے کی وجہ سے کہیں یہ برائی اس سے بڑی برائی کی طرف زائل تو نہ ہو جائے گی اگر ایسا ہونے کا خدشہ ہو تو اس (برائی) کا انکار حرام ہے۔ یعنی ہم نے اس کے انکار سے چھوٹی برائی سے شدید برائی کی طرف پھیر دیا ہے۔ لہٰذا پھر اگر برائی کے انکار کرنے سے برائی ختم ہو جائے تو بلاشبہ اس برائی کا انکار کرنا واجب ہے اور اگر انکار سے برائی میں تخفیف واقع ہو گی تو پھر بھی انکار کرنا واجب ہے اور اگر برائی کے انکار سے اس جیسی اور برائی کا خدشہ ہو تو پھر اس کا انکار محل نظر ہے کہ کیا انکار کو ترجیح دی جائے یا نہ؟